© rasailojaraid.com

آپ نے ایک پیالہ بھر پانی منگایا۔ اس میں ہاتھ اور منہ دھویا اور کلی کی پھر دونوں صاحبوں سے فرمایا تم اسے پی لو اور اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور بشارت لو۔ چنانچہ دونوں نے ایسا ہی کیا۔ پردے کے پیچھے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ بیٹھی تھیں۔ انہوں نے پکار کر دونوں صاحبوں سے کہا کچھ اپنی ماں کے لیے بھی بچا لینا۔ یہ سن کر انہوں نے تھوڑا سا پانی بچا لیا اور انہیں بھی دیا۔

اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور دراصل اس بدو کو یہ سبق دینا چاہتے تھے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود اس نے جو اس بے بہا بشارت کو رد کیا ہے، یہ کیسی ناشکری اور بدبختی ہے، اور سچے اہلِ ایمان کا اپنے نبی کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی روایت کا انداز اور پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس پانی میں سے اپنا حصہ طلب کرنا صاف بتاتا ہے کہ یہ حضرات اس مبارک پانی کو لے کر پینے اور منہ اور سینہ پر ملنے میں کراہت محسوس کرنا تو درکنار اسے اپنے لیے آبِ حیات سمجھتے تھے، اس کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر مسابقت کرتے تھے اور انہیں فخر تھا کہ یہ نعمت انہیں نصیب ہوئی۔

(۴) "اقبال اور حدیث" والے سوال کے بارے میں میں صرف اتنا ہی کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ ہمارے لیے اس مسئلے کی سرے سے کوئی اہمیت ہی نہیں ہے کہ حدیث کے متعلق اقبال مرحوم کا نظریہ کیا تھا اور کیا نہ تھا۔ اگر ہمارے پاس اس معاملہ میں صاف اور واضح نصوص اور خلفاء راشدین سے لے کر آج تک کے تمام علمائے امت کا متفقہ طرزِ عمل نہ ہوتا تو شاید ہم اس کے محتاج ہوتے کہ حدیث کے متعلق علامہ اقبالؒ کا نظریہ معلوم کرتے۔ لیکن ان حجتوں کی موجودگی میں یہ چیز تلاش کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

اسلام اور طبی تعلیم و تربیت

سوال: میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں۔ ایک اہم مسئلہ میں آپ کی رائے درکار ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امید ہے کہ تشفی جواب دے کر ممنون فرمائیں گے۔

میڈیکل کالج میں داخلہ کے بعد دو سال تک تو ہمیں صرف ANATOMY (علم تشریح) اور PHYSIOLOGY (علم الافعال) پڑھنا پڑتا ہے۔ اس لیے ان دو سالوں میں ایک طالب علم کو صرف مردہ جسموں کی چیر پھاڑ (DISSECTION) کرنی پڑتی ہے۔ مگر تھرڈ ایئر میں آنے کے بعد طب پڑھائی جاتی ہے اور دوا خانوں وغیرہ میں عملی کام کرنا پڑتا ہے۔ اس دوران میں مجھے چند تلخ تجربات سے دوچار ہونا پڑا جن سے طبیعت کافی کراہت محسوس کرتی ہے

اپنی تعلیم کے دوران میں ہمیں مریض عورتوں کو چھونا پڑتا ہے اور کبھی کبھی ان عورتوں کے پوشیدہ اعضاء کا امتحان بھی کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے لیے ایک مضمون دایہ گری (MIDWIFERY) سے متعلق ہوتا ہے جس کے امتحان کے لیے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی بیس زچگیوں (DELIVERIES) کے بارے میں مکمل رپورٹ پیش کرنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ امتحان میں بھی ایک مریض عورت دی جا سکتی ہے (معاینہ وغیرہ کے لیے) اس صورت میں اس کے تمام اعضا کا امتحان کرنا پڑتا ہے ــــ ظاہر ہے کہ ایک نوجوان کے لیے یہ ناممکن ہے کہ عورت کے لمس کے بعد بھی اس کے صنفی جذبات میں انتشار نہ پیدا ہو۔ اگرچہ میں اب اپنے آپ پر کافی کنٹرول حاصل کر چکا ہوں مگر پھر بھی میرا ضمیر کبھی کبھی ملامت کرنا شروع کر دیتا ہے اور میرے لیے یہ احساس کافی اذیت ناک ہوتا ہے کہ میں آنکھ کے زنا کا مرتکب ہو رہا ہوں مگر ظاہر ہے یہاں غضِ بصر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ــ براہ کرم یہ بتایئے کہ ان حالات میں ایک صالح نوجوان کو کیا کرنا چاہیے؟

ہو سکتا ہے کہ ایک حکیم صاحب کے لیے یہ ممکن ہو کہ محض مریض کی نبض پر ہاتھ رکھ کر یا اس کی آواز ہی سن کر پورے مرض کا پتہ چلا سکیں مگر بعض بیماریوں کی تشخیص اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک کہ مریض کے سارے اعضاء کا تفصیلی معاینہ (امتحان) نہ کیا جائے۔ اس لیے ایک ڈاکٹر کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ وہ دونوں ہی جنسوں کے افعال (PHYSIOLOGY

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اشکال (ANATOMY) کے بارے میں تفصیلی علم رکھے اور بعض حالات میں مریض یا مریضہ کے ان اعضاء کا امتحان بھی کرے جو ستر کی حدود میں داخل ہیں۔

میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ ایک اسلامی حکومت عورتوں اور مردوں کے لیے میڈیکل کالجس الگ الگ قائم کر سکتی ہے اور عورتوں کو صرف عورتوں ہی کے امراض و علاج کے بارے میں تعلیم دے سکتی ہے مگر آج جبکہ اسلامی حکومت عملاً قائم نہیں ہے، کیا پیشۂ طب صرف اسی لیے حرام سمجھا جائے گا کہ اس کے حصول کے دوران میں جنسِ مخالف کے جسم کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے؟ اگر ایسا ہو تو کیا ہم اپنی مریض خواتین کو صرف غیر مسلم ڈاکٹروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے؟ براہِ کرم اپنی موقر رائے سے مطلع فرمایئے۔

خدا بہتر جانتا ہے کہ عملی زندگی میں داخل ہونے کے بعد اپنے فن کو رضائے الٰہی کا ذریعہ بنانے کے بارے میں میں نے کتنے حسین خواب دیکھے ہیں — مگر، اگر میرا یہ فعل یعنی موجودہ حالات میں حصولِ علمِ طب کبائر میں داخل ہو اور میرا ذہن واقعی اسے گناہ کبیرہ تسلیم کرلے تو انشاء اللہ میں اپنے آپ کو میڈیکل کالج چھوڑ دینے پر مجبور کر دوں گا۔"

جواب: آپ کا مفصل خط ملا۔ پڑھ کر اس بات پر دلی مسرت ہوئی کہ ابھی ہمارے نوجوانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کو جدید تعلیم و تہذیب کے اثرات نے خدا سے غافل اور اس کے حدود سے بے پروا نہیں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو راہِ راست پر ثبات و استقامت بخشے اور آپ کی رہنمائی و نگہبانی فرمائے۔

جس مسئلے میں آپ نے مجھ سے استفسار کیا ہے وہ درحقیقت ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس میں حرمت اور اباحت کی حدیں آکر خلط ملط ہو گئی ہیں۔ ایک طرف شریعت یہ جائز نہیں رکھتی کہ کوئی شخص اپنا ستر دوسرے کے سامنے کھولے اور دوسرا اسے دیکھے، اور خصوصاً عورت کا ستر کسی مرد کے سامنے کھلنا اور مرد کا نہ صرف اسے دیکھنا بلکہ چھونا اور بغور اس کا معاینہ کرنا تو شریعت کی نگاہ میں سخت قبیح ہے۔ لیکن دوسری طرف اللہ کی شریعت نے انسانی زندگی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضروریات کا بھی لحاظ کیا ہے، جن میں سے ایک بڑی اہم ضرورت علاجِ امراض ہے۔ اس علاج کی خاطر ناگزیر ہے کہ طبیبوں اور طبیبات، دونوں ہی کو ایسی تعلیم دی جاتے کہ وہ مردوں اور عورتوں دونوں کا علاج کرنے کے قابل ہو سکیں، کیونکہ انسان کو ایسے حالات پیش آ سکتے ہیں جن میں ایک عورت کا علاج کسی مرد طبیب کو، اور ایک مرد کا علاج کسی عورت طبیبہ کو کرنا پڑ جاتے اور یہ لازم نہیں ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں مردوں کو مرد ہی طبیب اور عورتوں کو عورت ہی طبیبہ مل سکے۔ یہ چیز اس بات کی مقتضی ہے کہ اس حرمت کو بضرورت مباح کیا جاتے۔ البتہ اس طرح کی تمام اباحتوں میں یہ قاعدۂ شرعیہ ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ ان سے صرف بوقت ضرورت اور تا بحد ضرورت کام لیا جائے اور انہیں مطلقاً مباح سمجھ کر حرمت کی ساری حدیں نہ توڑ دی جائیں۔

یہ تو ہے تعلیم طب کے معاملہ میں آپ کے سوال کا جواب۔ رہا ہسپتالوں کا معاملہ، تو شرعی نقطۂ نظر سے مخلوط ہسپتال بالکل غلط ہیں۔ مردوں کے لیے الگ ہسپتال ہونے چاہییں جن میں ڈاکٹر، نرس، ڈسپنسر وغیرہ سب مرد ہوں۔ اور عورتوں کے لیے زنانہ ہسپتال ہونے چاہییں جن میں عورتیں ہی ڈاکٹر، نرس اور ڈسپنسر ہوں۔ عورتوں کا علاج مردوں سے، یا مردوں کا علاج عورتوں سے کرانا، خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ علاج کی خاطر ستر کھولنا ناگزیر ہو، صرف اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کے سوا چارہ نہ ہو۔ اسے عام قاعدہ کسی حال میں نہیں بنا لینا چاہیے۔

تعلیم کے معاملے میں بھی مخلوط میڈیکل کالج قابلِ اعتراض ہیں۔ زنانہ میڈیکل کالج قائم کرنا جب ممکن ہے اور اس کے لیے اسباب فراہم ہو سکتے ہیں تو آخر کیوں لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ساتھ طبی تعلیم دی جائے؟ طبی تعلیم کی نوعیت جیسی کچھ ہے اس میں لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ پڑھنا تو دونوں میں حیا کی رمق بھی باقی نہیں چھوڑتا۔

© rasailojaraid.com